© rasailojaraid.com

حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی رح

ڈاکٹر ونار اشدی

شمس العارفین غوث الحق حضرت مخدوم نوح صدیقی سرور ہالائی علیہ الرحمۃ والرضوان برصغیر پاک و ہند کے ان اولیاءِ عظام اور علمائے کرام میں سے تھے جن کی ذات بابرکات کی بدولت سرزمین سندھ میں تجلیاتِ الٰہی، انوارِ محمدیؐ کی ضیا پاشی ہوتی رہی، اسلامی تہذیب و تمدن کی کرنیں پھوٹیں اور جن کی رشد و ہدایت، کشف و کرامت، روحانی انوار، علوم و فیوض کا سرچشمہ گزشتہ پانچ صدیوں سے تاحال جاری ہے۔

آپ کا اصل نام لطف اللہ، عرفیت مخدوم نوح ہے۔ فرطِ عقیدت میں آپ کو غوث الحق قطب الاقطاب، غوث زمان، ولی الولایہ سرتاج الاولیاء، شمس الشریعت اور مخدوم معظم جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ قریشی صدیقی تھے آپ کا سلسلہ نسب خلیفۃ الرسولؐ صاحب غار و ہجرت، صاحب مدفن، امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

استاد الاساتذہ علامۂ دوراں فخرِ محدثین حضرت ابو سعید غلام مصطفٰی قاسمی اپنے بصیرت افروز "مقدمہ" زیرِ عنوان "احوال و آثار مترجم قرآنؒ" میں تحفۃ المریدین (سندھی منظوم) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"مخدوم نوح کامل مکمل مرشد الزماں، قطب دوراں، وسیلۃ الغرباء، غوث الحق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن مخدوم نعمت اللہ بن اسحٰق بن شیخ شہاب الدین صغیر بن شیخ سرور بن شیخ فخر الدین صغیر بن شیخ عز الدین شیخ فخر الدین کبیر بن شیخ ابوبکر بن شیخ اسمٰعیل بن شیخ عبداللہ بن شیخ نصر الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ خیر الدین بن وحید الدین بن ابی عاصم بن محمد این ہر سہ نام ہر ایک وحید الدین بن ابی عاصم بن محمد از کتاب سکینۃ الروح تالیف مخدوم غلام حیدر اضافہ باشد۔ علامہ قاسمی) بن شیخ ابوالقاسم بن شیخ شہاب الدین کبیر بن شیخ وحید الدین بن شیخ مسعود بن ابوالقاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن و این را محمد عبدالرحمٰن نیز گفتندی و نیز بنام عمر موسوم می کردند۔

ما گوئیم کہ این حضرت عبداللہ پسر حضرت ابوبکر صدیق نیست بلکہ پسر قاسم بن محمد باشد و ہمشیرۂ اد ام زدہ بود کہ در حبالہ نکاح محمد (باقر) بن علی (زین العابدین) بن حسین (امام) بن سیدنا علی بن ابی طالب آمدہ و از او جعفر (صادق) پیدا شد۔ پس مخدوم معظم از اولاد محمد بن ابوبکر صدیق باشد[۲]۔"

علامہ قاسمی تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مخدوم کے آباؤ اجداد عرب فوج کے ہمراہ سندھ تشریف لائے اور کوٹ کروڑ[۳] میں سکونت اختیار کی۔ ان میں سب سے پہلے جس بزرگ نے کوٹ کروڑ کی سکونت ترک کر کے بوبک[۴] کو اپنا مسکن بنایا وہ مخدوم فخر الدین کبیر تھے۔ یہ بزرگ علوم ظاہر و باطنی سے آراستہ تھے انھوں نے بوبک میں وفات پائی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ سیوہن شریف میں حضرت محمد مخدوم عثمان مروندی[۵] معروف بہ لعل قلندر شہباز کے مزار کے قریب مدفون ہوئے[۶] واللہ اعلم بالصواب۔"

مخدوم فخر الدین کبیر شیخ ابوبکر کتابی کے فرزند تھے۔ مخدوم فخر الدین کبیر کے پوتے مخدوم فخر الدین صغیر سیر و سیاحت کی غرض سے ہالاکنڈی[۷] (ہالا قدیم) تشریف لائے۔ اہل ہالا مخدوم فخر الدین صغیر کے روحانی کمالات و کرامات سے بہت متاثر ہوئے۔ ہالا والوں کی درخواست پر مخدوم فخر الدین صغیر ہالا میں بس گئے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت مخدوم نوح ہالائی کا خاندان اسی زمانہ سے ہالا میں آباد ہے۔ حضرت مخدوم نوح کی جہاں مستقل سکونت تھی وہ قریہ نوتری (نوڑی) کے نام سے موسوم تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو بعد میں ہالاپرانا مشہور ہوا تھا۔

حضرت مخدوم لطف اللہ نوح ابن مخدوم نعمت اللہ کی ولادت باسعادت بوقت شب جمعۃ الوداع ۲۷ رمضان المبارک ۹۱۱ھ / ۲۱ فروری ۱۵۰۶ء کو ہالا سندھ میں ہوئی

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا پھر متداولہ کی تحصیل فرمائی۔ تذکروں میں آپ کے ایک استاد کا ذکر ملتا ہے۔ وہ ہیں بزرگ کامل، استاد اکمل حضرت مخدوم عربی معروف بہ شاہ دنو جن سے حضرت مخدوم نوح نے قرآن وحدیث، فقہ و تجوید کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شاہ دنو عظیم سونی شاعر حضرت شاہ لطیف بھٹائی کے نانا تھے۔ اپنے وقت کے خوش الحان قاری علم تجوید کے استاد اور فقیہہ یکتائے عصر تھے۔

حضرت مخدوم نوح نے علوم دینی و باطنی میں اعلیٰ مرتبہ عالم کل قادر مطلق خالق و مسجود جہاں کی غیبی اعانت سے حاصل کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو وھب ربانی و فیض سبحانی کی بدولت سرور کائنات، رحمت اللعالمین، فخر موجودات، ہادی دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے واسطے سے چار چیزیں ودیعت ہوئی تھیں

۱۔ ذکر الٰہی کی تلقین ۲۔ علم تفسیر قرآن حکیم

۳۔ شرح علم حدیث ۴۔ علم تعبیر خواب

سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ، بلند پایہ عالم دین اور جلیل القدر مبلغ اسلام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں :

"تلقین ذکر کے سلسلے میں آپ طریقہ سہروردیہ کے مطابق افضل الذکر، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی مزاولت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے بیعت کے لیے چار چیزیں ضروری قرار دی تھیں"۔

۱۔ اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ مقولات قداوندی پر کامل یقین

۳۔ تفہیم تفسیر ۴۔ نماز با جماعت

حضرت مخدوم نوح ہالائی سلوک و تصوف میں سلاسل اویسیہ و سہروردیہ سے منسلک تھے۔ آپ کا طریقہ "ڈھس اللہ" تھا تفصیلات آگے کے صفحات میں پیش کی جائیں گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کسی کے مرید نہ تھے۔ بسندھ و بیرونِ سندھ آپ کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ نے بے شمار گمراہ بندگانِ خدا کو مشرف بہ اسلام کیا۔ ان کے تاریک دلوں کو چراغِ توحید و شمعِ رسالت کی روشنی سے منور کیا آپ کے مریدوں عقیدت مندوں میں ہر مذہب و ملت، ہر فکر و خیال کے لوگ، حاکمانِ وقت، امراء و غرباء، علما و فضلا سب ہی شامل تھے۔ آپ کا سرچشمۂ علم و فیض سب کے لیے یکساں جاری تھا آپ اپنے مریدوں کو یار کہتے تھے۔ اس کی وجہِ تسمیہ یہ بتاتے تھے:

"چونکہ حضرت نبی کریمؐ کے صحابی یار کہلاتے تھے۔ اس لیے پیروی سنت میں اپنے مریدوں کو یار کہتا ہوں"۔

حضرت علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی نے مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن (ص ۲۸) آپ کے جن خلفائے سلوک کے نام تحریر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں:

سید ابوبکر لکعلوی، درویش عمر، درویش عثمان۔ بہاؤالدین (دلق پوش)، شاہ خیر الدین جیلانی سکھر، مخدوم ساھڑ، حاجی نعمت اللہ چشتی پنجابی، (مصاحب ولی وقت عیسیٰ جند اللہ سندھی)، میران کاتیار، فقیر یونس تارکی، اور شاہ عبدالکریم بلڑی والے[۱۲]۔

ان کے علاوہ بھی کچھ خلفاء اور مریدین ہیں جن کا تذکرہ اعجاز الحق قدوسی نے "تذکرہ صوفیائے سندھ" دلیل الذاکرین کے حوالے سے کیا ہے۔

حضرت مخدوم نوح صدیقی اویسی سہروردی سندھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، نبی آخر الزماں حضرت محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے آپ اویسی طریقت کے واسطے سے سلسلۂ سہروردیہ کے زبردست مبلغ، ولیِ کامل عارف باللہ ہی نہیں تھے بلکہ بلند پایہ عالمِ دین، مفسرِ قرآن اور مفکرِ اسلام بھی تھے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے مریدوں، عقیدت مندوں، ارادت مندوں اور اللہ کے دیگر بندوں کو قرآن و حدیث پڑھنے اور سمجھنے، اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ خود عملی زندگی گزارنے، خلقِ خدا کو زیادہ سے زیادہ فیض پہنچانے، ماحول و معاشرے کی اصلاح و تطہیر، انسانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر علم و فکر کے مشن کو آخری دم تک جاری رکھا۔ آپ کی زندگی سراپا علم و عمل اور فکر و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذکر سے عبارت ہے ۔

وہ علوم ظاہری و باطنی جو عالم مطلق نے مخدوم معظم قدس سرہٗ کو ودیعت کی تھی ان میں معارف قرآنی ، آیات ربانی کی تفسیر اور احادیث نبوی کے شرح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے حضرت مخدوم اوائل عمر سے علوم دینیہ میں غیر معمولی درک رکھتے تھے ۔ اللہ نے آپ کو اس علم و فن میں بے پناہ ادراک عطا کیا تھا ۔ سندھ اور بیرون سندھ کے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ کے دامنِ فیض سے علم و عرفان ، حقیقت و معرفت کے پھولوں کا گلدستہ لے کر اٹھتے تھے ۔ آپ ایک ایک آیت کی تفسیر کئی کئی انداز سے بیان فرماتے یہاں اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے ۔ قرآن مجید کے تیس پاروں میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں ۔ ہر سورت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے ۔ مخدوم معظم نے فارسی میں قرآن حکیم کا جو مکمل ترجمہ کیا ہے اس میں ہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ ۱۱۴ انداز میں کیا ہے یہ ترجمہ مع تفسیر و مقدمہ سندھی ادبی بورڈ جام شورو کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے ۔ قرآن شریف کے اسرار و رموز حکمتِ الٰہی کے نکات مختلف الفاظ اور مختلف پیرائے میں بیان کرتے جاتے تھے ساتھ ہی حوالے بھی دیتے جاتے تھے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر سورۂ فاتحہ کی تفسیر و تشریح کی جائے تو وہ عمر بھر ختم نہیں ہو سکتی ۔ حضرت مخدوم معظم کے کمالاتِ علمی و عرفانِ معارف قرآنی کے بڑے بڑے علمائے وقت قائل تھے ۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری علمیت اور استغراق کے ساتھ قرآن مجید کا مکمل ترجمہ فارسی میں کیا ہے ۔ تمام آیات و کلمات کی تفسیر بھی فرمائی ۔ یہ ترجمہ مع تفسیر برصغیر پاک و ہند میں قرآن حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دوسرے اکابر علماء و فضلا کی تفاسیر اور تراجم بعد کے ہیں اس سے پہلے فارسی یا اردو میں جو بھی ترجمہ ہوا ہے وہ جستہ جستہ کسی سورۂ یا چند سورتوں یا مختلف آیات کا ہوتا رہا ۔

سندھ کے نامور عالم دین ، مفسرِ قرآن ، محدثِ وقت فقیہِ دوراں ، استاد الاساتذہ پروفیسر علامہ ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی سابق چیئرمین سندھی ادبی بورڈ نے حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کے مملوکہ پنج صد سالہ قدیم و خستہ مخطوطہ کی جانچ پڑتال کی ۔ شب و روز کی عرق ریزی ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محنتِ شاقہ سے اس کو درست کیا، حواشی لکھے، مبسوط و مفصل مقدمہ تحریر فرمایا۔ یہ مقدمہ اس قدر بسیط، جامع، مدلل، پُر مغز، تواریخ و تذکروں کے حوالوں سے آراستہ ہے کہ اپنی افادیت کے اعتبار سے حضرت مخدوم نوح کی ترجمہ و تفسیر کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ حضرت مخدوم جیسے عظیم المرتبت عارف صوفی، مفسر، مفکر، محدث، معلم اخلاق اور مبلغ دین کے کمالات کے اہم پہلو بطریقِ احسن اجاگر ہوتے ہیں۔ علامہ قاسمی نے اپنے مقدمہ میں نزولِ قرآن، قرآن کی تدوین، اس کی نشر و اشاعت کا بتدریج ارتقاء، عربی فارسی کے اصل ماخذ کی تفصیلات پیش کی ہیں۔ عرب و عجم کے علاوہ برصغیر سمیت ساری دنیا میں قرآن مجید کے تراجم و تفسیر کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے علاوہ ازیں حضرت مخدوم معظم کے کمالاتِ علمی و عرفانِ معارف کا بصیرت افروز جائزہ بھی لیا ہے۔ تاریخی حوالہ جات عربی کے اصل ماخذات اور آیات قرآن کے حوالوں سے علامہ قاسمی نے اپنے مقدمہ کو بے حد معلوماتی، اثر انگیز اور مفید مقالے کی سی حیثیت دے دی ہے۔

مقالے کے آخر میں تفسیر قرآن شریف کے فوائد بیان کیے ہیں جو نہایت فاضلانہ ہیں جس کا مطالعہ افادیت سے خالی نہیں ہے۔ غرض یہ کہ علامہ قاسمی کا یہ مقدمہ علومِ قرآنی و احادیثِ نبوی پر ان کی گہری نظر، عربی و فارسی زبان و ادب پر کامل دسترس کی زندہ شہادت ہے۔ علامہ قاسمی بلاشبہ فنِ تجوید تفسیر و ترجمہ میں یکتائے عصر اور علومِ اسلامی پر سندِ آخر کا درجہ رکھتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اس دورِ کم علمی اور زر پرستی میں سندھ علامہ قاسمی جیسی برگزیدہ علمی و دینی ہستی پر جس قدر بھی ناز کرے وہ بجا اور مناسب ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی صدر نشینی کے زمانے میں ان ہی کے زیرِ نگرانی سندھ کے مشہور قومی، علمی، ادبی، ثقافتی ادارہ سندھی ادبی بورڈ نے ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء میں حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی کے اس ترجمہ فارسی القرآن الحکیم کی بنایت اہتمام و التزام سے اشاعت کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی بقول اعجاز الحق قدوسی تصنیف و تالیف سے گریز فرماتے تھے کبھی کبھی فرمایا کرتے کہ میرے مریدین مستقل تصوف کی کتاب ہیں . . . . حضرت مخدوم کے ملفوظات دلیل الذاکرین میں بڑی کثرت سے نقل کیے گئے ہیں۔ جو اثر و تاثیر، حکمت و موعظت اور فصاحت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و بلاغت کے اعتبار سے بے نظیر ہیں[۱۳]۔ حضرت مخدوم نوح کے زمانے میں دیارِ سندھ میں سندھی کے علاوہ فارسی زبان کا رواج بھی عام تھا۔ آپ کے ملفوظات، مقولات، مکتوبات، ارشادات کا علمی ذخیرہ فارسی زبان میں ہے۔ آپ کے بے شمار کمالات و کرامات کے تذکروں سے صحائف تواریخ و اذکار مملو ہیں۔ یہ تمام ذخائر و نوادرات، علمی و فکری مخطوطات و دستاویزات کی شکل میں حضرت نوح سرور کے موجودہ سجادہ نشین حضرت طالب المولیٰ کے نجی کتب خانہ کے علاوہ سندھ یونیورسٹی اور سندھی ادبی بورڈ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ امورِ مملکت میں ان کی حکمت عملی امور سیاست میں ان کا ادراک عدیم المثال اور اس درجہ مشہور تھا کہ ہندو سندھ کے حاکمان وقت سیاسی ملکی معاملات میں ہدایات حاصل کرتے اور ان پر عمل کر کے کامرانی و نیکنامی سے ہمکنار ہوتے۔

حضرت مخدوم نوح نے سندھ میں ارغونوں کا آفتاب حکومت غروب اور ترخانیوں کے دورِ اقتدار کا سورج طلوع ہوتے دیکھا[۱۴]۔ تاریخ ہند کا یہ عہد خاندانِ مغلیہ کے تین بادشاہوں پر محیط تھا۔ مخدوم کے اوائل عمر کا زمانہ سارے ہندوستان میں سیاسی انتشار، اقتصادی بحران اور جنگ و جدل کا زمانہ تھا۔ اس عہد میں برصغیر میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔ صوبوں کی الگ الگ حکمرانیاں تھیں پانی پت کی پہلی جنگ ۱۵۲۶ء میں ابراہیم لودھی کی شکست کے بعد ظہیر الدین بابر نے سلطنت مغلیہ کی بنیاد رکھی اور پورا ہندوستان ایک بادشاہ کے زیرنگیں آگیا۔ بابر کی وفات کے بعد اس کے فرزند ناصر الدین ہمایوں (۱۵۳۰ء - ۱۵۵۶ء) اور پوتے جلال الدین اکبر (۱۵۵۶ - ۱۶۰۵ء) تخت دہلی پر متمکن رہے۔ حضرت مخدوم نوح کی حیات و خدمات اور کمالات کے مطالعہ کے لیے ان تاریخی واقعات کی روشنی میں سندھ کی معاشرتی، سیاسی اور تمدنی و تہذیبی عوامل و تناظر کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

حضرت مخدوم نوح بالائی ستاسی سال کی عمر میں بوقت صبح[۱۵] بروز پنجشنبہ بتاریخ ۲۷، ذی قعدہ ۹۹۸ھ مطابق ۱۵۹۰ء کو اپنے ربِ حقیقی سے جاملے۔ سید عبدالقادر بن سید محمد ہاشم ٹھٹھوی نے "شیخی بنوح بود" (۹۹۸) سے تاریخِ رحلت نکالی۔ ملا قاسم نے طویل نظم لکھی جو دلیل الذاکرین میں موجود ہے یہاں چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غرق دریا شہادت محو مطلق بس بداں
پاک از آلاء قساوت نوح مخدوم انس وجاں
طالبانِ اوکہ از احصاء وحصر آمد فزوں
چوں ستارہ ہر یکے ذالیشان منارہ درجہاں
ہاں ولایت ختم شد بر افتخار اہلِ فخر
چوں نبوت ختم شد بر مفخر آخر زماں
سال نوت آں غوث حق پرسید شد چوں از خرد
از سر حسرت فغاں برداشت آنکہ گفت یاں
آں سنہ نہ صد دہشتاد وہژدہ وقت صبح
بیست ہفتم در شب پنجشنبہ ذی قعدہ دال ۹۹۸ھ

حضرت مخدوم نوح علیہ الرحمۃ والرضوان ہالاکنڈی (ہالاقدیم) میں پیوست رحمت ہوئے بارہ سال بعد جب پرانا ہالا میں طوفانی سیلاب آیا تو آپ کے جسد خاکی کو وہاں سے نکال کر قریہ اسلام آباد میں دوبارہ دفن کیا گیا۔ یہی اسلام آباد ہالا نو (نیا ہالا) کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت مخدوم نوح کا مقبرہ آپ کے پوتے سجادہ نشین مخدوم محمد زمان اول نے ۱۲۰۵ھ میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے جنوب میں پانچویں سجادہ نشین حضرت مخدوم میر محمد اول آسودہ ہیں ۱۲۱۰ھ میں مزار پُرانوار کی شاندار تعمیر اور احاطہ کی پُرشکوہ توسیع فرماں روائے سندھ میر فتح علی خان کے جذبہ عقیدت کا مظہر ہے۔ حضرت مخدوم نوح کے مزارِ مقدس کے شمال میں ایک عظیم الشان مسجد ہے جس کی تعمیر کی سعادت ۱۲۲۲ھ میں والیِ سندھ میر کرم علی خان برادر میر فتح علی خان نے حاصل کی ہے۔ موجودہ سجادہ نشینی کا شرف سہروردی جماعت کے پیشوا، نامور شاعر، دانشور اور قومی رہنما حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ ساکن ہالا کو حاصل ہے۔ ہالا کا یہ مقام بنی نوع انسان کے لیے اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور ہر خاص و عام کی توجہ کا مرکز رہا ہے کہ یہ صدیوں سے علم وعرفان، تصوف و معرفت اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔ پانچ سو سال گزرنے کے بعد بھی حضرت مخدوم نوح ہالائی قدس سرہ کی درگاہِ مبارک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرجعِ خلائق و منارۂ نور ہے؂

ایں چراغے ست کہ از پرتو نورش در سند
ہر کجا می نگرم انجمنے ساختہ اند

حواشی

۱؎ القرآن الحکیم، فارسی ترجمہ غوث الحق حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی سندھی تقدیم، تحشیہ و تصحیح (در زبانِ فارسی) علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ناشر سندھی ادبی بورڈ جام شورو حیدرآباد سندھ ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۲؎ ایضاً ص ۱۸، ۱۹۔

۳؎ شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ملتانیؒ بھی ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ کو کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے تھے۔ (اولیائے ملتان ص ۱۲۹) کوٹ کروڑ (کوت کروڑ) ڈیرہ غازی خان کے قریب ہے اگرچہ یہ علاقہ پنجاب میں ہے لیکن اُس زمانے میں ملتان کی طرح یہ بھی سندھ کا ایک حصہ تھا۔ اور ملتان اُس عہد میں سندھ کا دارالسلطنت تھا۔ (مقدمہ فارسی علامہ قاسمی مشمولہ ترجمہ قرآن مخدوم نوح ص ۲۰)۔

کوٹ کروڑ نام کی وجہ تسمیہ: کوٹ کروڑ کو کروڑ لعل عیسٰی (قتال) کہتے ہیں۔ اور ضلع مظفر گڑھ میں سندھ کے کنارے واقع ہے خلاصۃ العارفین میں ہے کہ اس کا قدیم نام والئی ملک کے نام پر دیپالپ تھا مگر جب سلطان محمود غزنوی نے اسے فتح کر لیا تو شیخ حسین نے اس جگہ سورۂ مزمل ایک کروڑ بار ورد کی جس کی وجہ سے اس کا نام کوٹ کروڑ پڑ گیا شیخ حسین اس وقت کوٹ کروڑ کا حاکم تھا (ارضِ ملتان، از شیخ اکرام الحق۔ مطبوعہ: وفاق پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۱۶۲)۔

۴؎ بوبک ضلع دادو سندھ کا ایک قصبہ ہے۔

۵؎ لعل شہباز قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو مہران نقش، مصنفہ، ڈاکٹر وفا راشدی ناشر مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۶ء۔ مقالات الشعراء، مصنفہ میر علی شیر قانع ص ۴۳۴۔

© rasailojaraid.com

Sind and the Races By Richard F Burton Original Edition 1851/ Celine OX ford University Press Karachi 1975

۶ مقدمہ فارسی علامہ قاسمی ترجمہ قرآن حضرت نوح ص ۲۰۔

۷ ہالاکنڈی ضلع حیدرآباد کا ایک قصبہ ہے جو شہر حیدرآباد سے شمال کی جانب تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے شہر ہالا کے جنوب میں ایک قدیم قبرستان ہے وہیں حضرت مخدوم فخرالدین صغیر کا مقبرہ ہے اس قبرستان میں خانوادۂ مخدوم کے بعض دیگر افراد بھی آسودہ ہیں۔

۸ مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن حضرت نوح ص ۲۰۔ دلیل الذاکرین قلمی ص ۱۴۴۔

۹ دلیل الایمان خطی ص ۱۹۰، ۱۹۱۔ بحوالہ مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن مجید۔ ص ۲۲۔

۱۰ مقالہ حضرت مخدوم نوح کا فارسی ترجمہ قرآن مجید، از ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان ص ۲۰ مشمولہ سہروردی سلسلۂ ۷۶ء اپریل/جون۔

۱۱ ملاحظہ ہو مقالہ سہروردی جماعت "جو ذھڑے اویس طویقو" از مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ ص ۳۳ سہ ماہی مہران، جنوری تا مارچ ۱۹۶۰ء (زیر ادارت نفیس احمد شیخ) مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جام شورو "ذھر" سندھی لفظ ہے ایک قسم کا دعائیہ شعر ہے جو سندھ کے دو بڑے درویش غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی یا مخدوم نوح ہالائی اپنے مریدوں کے ساتھ پڑھتے تھے شاہ لطیف کے "رسالہ" میں ایک سر کا نام علاقہ "تھر" میں ریت کے ٹیلوں کے درمیان نشیبی وادی جہاں بارش کے پانی پر آبادی کا گزارہ ہو۔ (سندھی اردو لغت مرتبہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ/ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان ص ۵۰۷ مکتبہ سندھ یونیورسٹی حیدرآباد ۱۹۵۹ء)۔

۱۲ شاہ عبدالکریم بلڑی والے (متوفی ۱۰۲۲ھ) سندھ کی ایک برگزیدہ دینی علمی و ادبی شخصیت تھے بقول ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی " نہ صرف قدامت کے لحاظ سے شاہ کریم کا درجہ اعلیٰ و ارفع ہے بلکہ ان کے کلام میں ادبی خوبیاں بھی کمال کے ساتھ نظر آتی ہیں اگر انھیں سندھ کا پہلا جدید شاعر قرار دیا جائے تو بجا ہوگا"۔

شاہ کریم حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی جیسے شہرہ آفاق صوفی شاعر کے جد امجد تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہ کریم کے گہرے اثرات سندھی ادب پر مرتب ہوئے ۔ افکار شاہ لطیف پر ابھی اس کا پرتو موجود ہے
شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ نے شاہ کریم کا کلام "رسالہ کریمی" کے نام سے مرتب کر کے ۱۹۰۴ء میں شائع
کروایا تھا ۔ شمس العلماء عمر بن داؤد پوتہ نے شاہ کریم کے ابیات و فرمودات کا ناقدانہ تجزیہ کیا ہے
وہ ۱۹۳۷ء میں بمبئی سے چھپا تھا ۔ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے بھی "کریم جو کلام" کے نام سے اپنے
مبسوط مقدمہ کے ساتھ ۱۹۶۳ء میں سکھر سے طبع کروایا ۔

بیان العارفین شاہ کریم کے فارسی اقوال و ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے ان کے مرید محمد رضا نے
۱۰۳۸ھ میں مرتب کیا تھا ۔ ۱۲۱۲ھ میں عبدالرحمن بن محمد ملوک کاٹھیان جلبس نے "بیان العارفین"
میں شاہ کریم کے ۹۳ ابیات اور قاضی قاضن سیوستانی (متوفی ۹۵۸ھ) کے سات ابیات ہیں ۔
ڈاکٹر نجم الاسلام صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ نے بڑی محنت اور محبت سے ان ابیات کا اردو منظوم
و منثور ترجمہ کیا ہے ۔ یہ تراجم کتابی صورت میں "ابیات شاہ کریم" کے نام سے انسٹی ٹیوٹ آف سندھا
لاجی سندھ یونیورسٹی جامشورو کے تحت ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکے ہیں ۔

۱۳ تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۲۹۰، ۲۹۱ ۔

۱۴ حضرت مخدوم کے عہد سندھ و ہند کے سیاسی تناظر کے لیے ملاحظہ ہوں ترخان نامہ (فارسی)
مصنفہ سید میر محمد بن سید جلال ٹھٹوی تصحیح و حاشیہ پیر سید حسام الدین راشدی مطبوعہ سندھی
ادبی بورڈ ۱۹ ء ۔ تاریخ سندھ حصہ دوم مصنفہ اعجاز الحق قدوسی مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۷۴ء
A. History of India By Ishwari Prasad, Allahabad 1936.

۱۵ اعجاز الحق قدوسی کے تذکرہ صوفیائے سندھ (ص ۲۹۶) میں وفات "شب" درج ہے جبکہ علامہ قاسمی نے
اپنے مقالہ "احوال و آثار مترجم قرآن مخدوم نوح" (ص ۲۹) مشمولہ فارسی ترجمہ القرآن الحکیم میں وقت صبح تحریر فرمایا
ہے راقم کے نزدیک یہ وقت درست ہے اس لیے کہ تذکرہ مشاہیر سندھ ص ۶ حصہ دوم میں بھی صبح کا وقت لکھا ہے

۱۶ حدیقۃ الاولیاء قلمی نسخہ (ص ۱۳۹) جامعہ سندھ جامشورو بحوالہ تذکرہ مشاہیر سندھ (سندھی)
حصہ دوم ص ۶۔۷ مولفہ مولانا دین محمد وفائی مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۵۵ء ۔

© rasailojaraid.com